مولای صلِ وسلم دائماً ابدا ― **درسِ حدیث** ― علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

جو تقوی اِختیار کریں گے وہ زیادہ قریب ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے یمن (کا عامل بنا کر) بھیجا تو اُن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ہدایات فرماتے ہوئے مدینہ شریف سے باہر تشریف لے گئے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ زمین پر اُن کی سواری سے نیچے پیدل تشریف لے جا رہے تھے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اُترنا چاہا تھا لیکن آقائے نامدار ﷺ نے منع فرما دیا یہ بعض دُوسری روایات میں بھی آتا ہے) جب آپ ہدایات دے کر فارغ ہوئے تو اِرشاد فرمایا کہ اے معاذ ! اَندیشہ ہے کہ تم مجھ سے اِس سال کے بعد نہ مِل سکو گے اور شاید تم میری اِس مسجد اور قبر ہی سے گزرو گے تو حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کے فراق کے خیال سے بِلک بِلک کر رونے لگے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا رُخ مدینہ شریف کی طرف کر لیا اور فرمایا میرے قریب تر وہ لوگ ہیں جو تقوی اِختیار کریں جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔[1]

اِس حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا کہ نبی کے قرب کا مدار تقوی پر ہے، جو جتنا متقی ہوگا وہ اُتنا

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۲۷

ہی قریب ہوگا، یہ ضروری نہیں کہ مدینہ منورہ میں دفن ہو تو قرب نصیب ہو ورنہ نہ ہو، بعض لوگ مدینہ منورہ اور اُس کے قرب و جوار میں دفن ہونے کے باوجود قربِ رسالت سے محروم ہیں جیسے اَبوجہل، اَبولہب، عبداللہ اِبن اُبی، کیونکہ یہ اہلِ تقوی میں سے نہ تھے یہ لوگ رسالت مآب ﷺ کے بدترین دشمن تھے، آقائے نامدار ﷺ اِن پر اِحسان کرتے تھے اور یہ بدبخت آپ کو ستانے کے درپے رہتے تھے اِنہوں نے اپنی زندگیاں آقائے نامدار ﷺ کی مخالفت ہی میں گزار دیں اِس لیے یہ قریب ہونے کے باوجود دُور ہیں۔ قرب کے حصول کا مدار جسمانی طور پر نزدیک ہونا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف نہ لے جاتے کیونکہ اُنہیں آقائے کُل ﷺ کے قرب سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہ تھی حالانکہ بہت سے صحابہؓ نے جہاد وغیرہ کے لیے مدینہ منورہ کو چھوڑا، تو جو اِطاعت اور اخلاص میں آگے ہوگا وہی قرب میں بھی آگے ہوگا چاہے کتنا ہی دُور کیوں نہ رہتا ہو اور کسی بھی ملک میں مدفون کیوں نہ ہو۔

جنابِ رسالت مآب ﷺ نے یہ آخری چیز ایسی عجیب اِرشاد فرمائی کہ حضرت معاذؓ کو جس کام کے لیے بھیجا گیا اُس میں حضرت معاذؓ دل سے لگے رہے ہوں گے کیونکہ وہ آقائے نامدار ﷺ کے قرب کے خواہش مند تھے، جو آپ کی اِطاعت پر موقوف ہے نہ کہ ساتھ رہنے پر۔

یہ معلوم رہے کہ صحابہ کرامؓ کو ساتھ رہنے کا ثواب اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازیں اَدا کرنے کا ثواب سفر جہاد میں یا جہاں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جاتے تھے برابر ملتا رہتا تھا گویا جب صحابۂ کرام مدینہ منورہ سے باہر جاتے تو اُنہیں مدینہ شریف میں رہنے کا ثواب بھی ملتا اور باہر جہاد وغیرہ پر جانے کا بھی جیسے آج کل اَفسران کو جب وہ سرکاری کام پر جاتے ہیں تو تنخواہ تو ملتی ہی ہے اور بہت کچھ اور بھی ملتا ہے اِسی لیے تو صحابہ کرامؓ باہر جاتے تھے ورنہ مدینہ شریف سے باہر کون جاتا ؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھدار عاشق تھے اِس لیے اُنہوں نے مرضی محبوب کو اپنی خواہش پر ترجیح دی اور سفر پر روانہ ہو گئے، ورنہ کون عاشق ہوگا جو ایسی (جدائی کی) باتیں سن کر محبوب سے جدا ہو۔

اِس حدیث شریف میں عَسٰی اور لَعَلَّکَ اِستعمال ہوئے ہیں اِن کا ترجمہ پسندیدہ کام میں ''اُمید'' کے معنٰی ملحوظ رکھ کر کرنا چاہیے اور ناپسندیدہ چیزوں میں ''ڈر'' کے معنٰی ملحوظ رکھ کر۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ دُنیا سے رُخصت ہونا اور لقاء اللہ پسند تھی اِس لیے یہاں ترجمہ ''اُمید'' سے بھی ہو سکتا ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۳ر مئی ۱۹۶۸ء)